تاریخِ وفاتِ نبویؐ

اہلِ عرب میں جہاں عدم تعلیم کے سبب سے اور بہت سے نقائص تھے، وہاں ایک یہ بھی تھا کہ کسی واقعہ کی تاریخ (روز) بیان کرنے میں وہ تساہل اور مسامحت کرتے تھے۔ اگر یہ بیان کرنا ہو کہ مہینہ کی دس تاریخ کو یہ واقعہ پیش آیا تو اس کو یوں ادا کرتے تھے کہ

"فلاں مہینے کی دس راتیں گزری تھیں کہ یہ واقعہ ہوا"

اگر پچیس تاریخ کو ایک واقعہ پیش آیا تو کہتے تھے کہ

"مہینے میں پانچ دن باقی تھے جب یہ ہُوا"

عربی مہینے خالص قمری مہینے تھے، یعنی ان کا مدار محض رؤیتِ ہلال پر تھا، اس لیے اواخرِ ماہ کی تاریخ میں ان کو قیاس وگمان سے کام لینا پڑتا تھا یا پورے تیس دن کا مہینہ مان کر وہ یہ کہتے ہوں۔ بہرحال اس طرزِ بیان کا یہ اثر ہوا کہ تاریخوں کی تعیین میں تفاوت اور اختلاف پیدا ہوگیا۔

منجملہ ان اختلافات کے ایک وفاتِ نبویؐ کی تاریخ کا مسئلہ بھی ہے۔ سیرتِ نبویؐ میں یہ مبحث جہاں آیا ہے، میں نے حاشیہ میں ایک خاص تاریخ بدلائل متعین کی ہے اور وہ "یکم ربیع الاول" ہے، لیکن مدارِ بحث صرف روایت ہے۔ اصولِ فلکی سے میں نے اس لیے کام نہیں لیا کہ عربی قمری مہینوں کی بنیاد محض رؤیت پر ہے جس کے لیے اصولِ فلکی بیکار ہیں۔

بہرحال چونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس واقعہ کی ہر طریق سے تحقیق ہوجائے اور ایک مسلّم و مستند تاریخ بدلائل متعین کردی جائے، اس بناء پر مناسب سمجھا ہے کہ میں خود اپنا بیان اور نیز بعض اُن ریاضی دان فضلاء کی تحریریں جو میرے استفسار کے جواب میں موصول ہوئی ہیں، ارباب علم کے حلقے میں پیش کروں تاکہ دوسرے اصحاب بھی جو روایۃً یا ازروئے اصولِ فلکیات اس باب میں مجھے مشورہ دے سکتے ہوں وہ مستفید فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے مرض کے دن، مدتِ علالت اور تاریخِ وفات کی تعیین میں روایات مختلف ہیں۔ امرِ مختلف فیہ سے پہلے ان اُمور کو بتادینا چاہیے جن پر تمام روایات کا اتفاق ہے اور جن پر گویا تمام محدثین اور اربابِ سیر کا اجماع عام ہے۔ اور وہ یہ ہیں:-

(۱) سالِ وفات ۱۱ھ ہے۔

(۲) مہینہ ربیع الاول کا تھا۔

(۳) یکم سے ۱۲ تک کوئی تاریخ تھی۔

(۴) دوشنبہ کا دن تھا۔

(صحیح بخاری، ذکر وفات، کتاب الجنائز)

زیادہ تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کل تیرہ دن بیمار رہے۔ اس بنا پر اگر یہ تحقیقی طور سے متعین ہوجائے کہ آپ نے کس تاریخ کو وفات پائی تو تاریخ آغازِ مرض بھی متعین کی جاسکتی ہے۔ حضرت عائشہ رض کے گھر بروایتِ صحیح آٹھ روز (ایک دوشنبہ سے دوسرے دوشنبہ تک) بیمار رہے اور یہیں وفات پائی اس لیے ایامِ علالت کی مدت آٹھ روز تو یقینی ہے۔ عام روایات کی رُو سے پانچ دن اور چاہییں اور یہ قرائن سے بھی معلوم ہوتا ہے، اس لیے تیرہ دن مدتِ علالت صحیح ہے۔ علالت کے پانچ دن آپ نے دوسری ازواج کے حجروں میں بسر فرمائے۔ اس حساب سے علالت کا آغاز چہارشنبہ سے ہوتا ہے۔

تاریخِ وفات کی تعیین میں راویوں کا اختلاف ہے۔ کتبِ حدیث کا تمام تر دفتر چھان ڈالنے کے بعد بھی تاریخِ وفات کی کوئی روایت مجھ کو احادیث میں نہیں مل سکی۔ اربابِ سیر

کے ہاں تین روایتیں ہیں :-

(۱) یکم ربیع الاول (۲) ۲ ربیع الاول اور (۳) ۱۲ ربیع الاول

ان تینوں روایتوں میں باہم ترجیح دینے کے لیے اصول روایت و درایت دونوں سے کام لینا ہے۔ روایۃً دوم ربیع الاول کی روایت ہشام بن محمد بن سائب کلبی اور ابومخنف کے واسطہ سے مروی ہے (طبری صفحہ ۱۸۱۵)۔ اس روایت کو اکثر قدیم مورخوں (مثلاً یعقوبی ومسعودی وغیرہ) نے قبول کیا ہے۔ لیکن محدثین کے نزدیک یہ دونوں مشہور دروغ گو اور غیر معتبر ہیں۔ یہ روایت واقدی نے بھی ابن سعد وطبری نے نقل کی ہے (جزء وفات)۔ لیکن واقدی کی مشہور ترین روایت جس کو اس نے متعدد اشخاص سے نقل کیا ہے وہ ۱۲ ربیع الاول کی ہے۔ البتہ بیہقی نے دلائل میں بسند صحیح سلیمان التیمی سے دوم ربیع الاول کی روایت نقل کی ہے، (نور النبراس لابن سید الناس۔ وفات) لیکن یکم ربیع الاول کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسیٰ بن عقبہ سے اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے (فتح الباری، وفات)۔ امام سہیلی نے روضۃ الانف میں اسی روایت کو اقرب الی الحق لکھا ہے (جلد دوم، وفات) اور سب سے پہلے امام مذکور ہی نے درایۃً اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابل تسلیم ہے، کیونکہ دو باتیں یقینی طور پر ثابت ہیں، روز وفات دوشنبہ کا دن تھا (صحیح بخاری ذکر وفات وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ)۔ اس سے تقریباً تین مہینے پہلے ذیحجہ ۱۰ھ کی نویں تاریخ کو جمعہ کا دن تھا (صحاح، قصہ حجۃ الوداع، صحیح بخاری، تفسیر الیوم اکملت لکم دینکم) ۹ ذیحجہ ۱۰ھ روز جمعہ سے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ تک حساب لگاؤ، ذیحجہ، محرم، صفر ان تینوں مہینوں کو خواہ ۲۹، ۲۹، ۲۹، خواہ ۳۰، ۳۰، ۳۰، خواہ بعض ۲۹، بعض ۳۰ کسی حالت، اور کسی شکل سے ۱۲ ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن نہیں پڑسکتا، اس لیے درایۃً بھی یہ تاریخ قطعاً غلط ہے۔ دو ربیع الاول کے حساب سے اس وقت دوشنبہ پڑسکتا ہے، جب تینوں مہینے ۲۹ ہوں۔ اور یہ گو قدیم اہل ہیئت کے نزدیک جائز ہے لیکن جدید علم ہیئت میں یہ وقوع مئی کے بعد کے مہینوں میں ممکن ہے اور یہ مہینے یقیناً مئی سے پہلے کے ہیں۔ اب صرف تیسری صورت رہ گئی جو کثیر الوقوع ہے یعنی یہ کہ دو مہینے ۲۹ کے اور ایک مہینہ ۳۰ کا لیا جائے اس

حالت میں یکم ربیع الاول کو دوشنبہ کا روز واقع ہوگا۔ اور یہی ثقہ اشخاص کی روایت ہے۔

ذیل کے نقشے سے معلوم ہوگا کہ اگر ۹ ذیحجہ کو جمعہ ہو تو اوائل ربیع الاول میں اس حساب سے دوشنبہ کس کس دن واقع ہوسکتا ہے۔

نمبر شمار	صورت مفروضہ	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۳۰ کے ہوں	۶	۱۳	۰
۲	ذیحجہ، محرم اور صفر سب ۲۹ کے ہوں	۲	۹	۱۶
۳	ذیحجہ ۲۹، محرم ۲۹ اور صفر ۳۰ کا ہو،	۱	۸	۱۵
۴	ذیحجہ ۳۰، محرم ۲۹ اور صفر ۲۹ کا ہو،	۱	۸	۱۵
۵	ذیحجہ ۲۹، محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو،	۱	۸	۱۵
۶	ذیحجہ ۳۰، محرم ۳۰ اور صفر ۳۰ کا ہو،	۷	۱۴	۰
۷	ذیحجہ ۳۰، محرم ۳۰ اور صفر ۲۹ کا ہو،	۷	۱۴	۰
۸	ذیحجہ ۲۹ کا اور محرم و صفر ۳۰ کے ہوں	۷	۱۴	۰

ان مفروضہ تاریخوں میں سے ۶، ۷، ۸، ۱۳، ۹، ۱۴، ۱۵ خارج از بحث ہیں، کہ علاوہ اور وجوہ کے ان کی تائید میں کوئی روایت نہیں۔ رہ گئیں یکم اور دوم تاریخیں، دوم تاریخ صرف ایک صورت میں پڑ سکتی ہے جو خلاف اصول ہے، یکم تاریخ تین صورتوں میں واقع ہوسکتی ہے اور تینوں کثیر الوقوع ہیں اور روایات ثقات ان کی تائید میں ہیں، اس لیے وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہے۔ اس حساب میں فقط رؤیت ہلال کا اعتبار کیا گیا ہے جس پر اسلامی قمری مہینوں کی بنیاد ہے۔ اصول فلکی سے ممکن ہے کہ اس پر خدشات وارد ہوسکتے ہوں۔

کتب تفسیر میں تحت آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس آیت کے یوم نزول (۹ ذیحجہ ۱۰ھ) سے لے کر روز وفات تک ۸۱ دن ہیں۔ (دیکھو ابن جریر و ابن کثیر و بغوی وغیرہ) ہمارے حساب سے ۹ ذیحجہ ۱۰ھ سے

لے کر یکم ربیع الاول تک دو ۲۹ اور ایک مہینہ ۳۰ کا لے کر جو ہماری مفروضہ صورت ہے، پورے اکاسی[81] دن ہوتے ہیں، ابونعیم نے بھی دلائل میں بسند یکم ربیع الاول تاریخ وفات نقل کی ہے۔ (صفحہ ۱۴۶)

جناب مولانا محمد عبد الواسع صاحب پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

سال قمری کی صحیح تعداد (۳۵۴٫۳۶۷۰۴۴) دن ہیں، اس لیے سال قمری کبھی ۳۵۴ دن کا اور کبھی ۳۵۵ دن کا ہوتا ہے۔ غرہ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ سے سلخ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۷ھ تک ۱۳۲۷ سال قمری ہوتے ہیں، جن کی تعداد ایام حسب ذیل ہے:-

(۱۳۲۷ × ۳۵۴٫۳۶۷۰۴۴) = ۴۷۰۲۴۵٫۰۹۴۴۵۸۸ دن کے یعنی وقتِ تولید ہلال ذیحجہ سنہ ۱۰ھ سے وقت تولید ہلال ذیحجہ سنہ ۱۳۳۷ھ تک) ۴۷۰۲۴۵ دن دو گھنٹے ۱۶ منٹ ہوتے ہیں۔

ناٹیکل المینک سنہ ۱۹۱۹ء کے معاینہ سے واضح ہوتا ہے کہ شہر گرین وچ میں تولید ہلال ذیحجہ سنہ ۱۳۳۷ھ ۲۶ اگست روز سہ شنبہ کو بعد ظہر ۳ بج کر ۳۴ منٹ پر ہوئی اور چونکہ مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کا طول بلد شرقی ۴۰ د ۱۱ ہے لہذا مکہ معظمہ کے نصف النہار کا وقت گرین وچ کے وقت میں ۲ گھنٹہ ۴۱ منٹ جمع کرنے سے حاصل ہوگا اس لیے ہلال ذیحجہ سنہ ۱۳۳۷ھ کی تولید مکہ معظمہ میں ۲۶ اگست سنہ ۱۹۱۹ء روز سہ شنبہ کو بعد ظہر ۶ بج کر ۱۵ منٹ پر ہوئی اور بحالتِ صفائی مطلع اسی دن شام کو رؤیت ہوگئی ہوگی۔

ان امور کے دریافت ہوجانے کے بعد ظاہر ہے کہ ۲۹ ذیقعدہ روز سہ شنبہ وقت ۶ بجے ۱۵ منٹ بعد ظہر سے ۴۷۰۲۴۵ دن دو گھنٹے ۱۶ منٹ یعنی ۶۷۱۷۷ ہفتے ۶ دن ۲ گھنٹے ۱۶ منٹ قبل مکہ معظمہ میں تولید ہلال ذیحجہ سنہ ۱۰ھ ہوئی ہوگی اور چونکہ سلخ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۷ھ روز سہ شنبہ ہے اس لیے ان ہفتوں کا شمار اگر اخیر سے کیا جائے تو ہر ہفتہ چہارشنبہ سے شروع اور سہ شنبہ پر ختم ہوتا ہے، اس حساب سے ۷ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ روز چہارشنبہ اور غرہ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ روز پنجشنبہ ہوگا۔ اور مکہ معظمہ میں تولید ہلال ذیحجہ [illegible] ۲۹ ذیقعدہ

روز چہارشنبہ کو بعد ظہر ۳ بج کر ۵۹ منٹ پر ہوئی تھی، لیکن حرکت قمری کے بعض اضطرابات اور اوضاع فلکی کے تغیرات کی بنا پر ممکن ہے کہ تولید ہلال وقت مذکورہ سے دو تین گھنٹے قبل یا دو تین گھنٹے بعد ہوئی ہو۔ تطابق تاریخہائے قمری و شمسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ روز چہارشنبہ کو ۲۶ فروری سنہ ۶۳۲ء تھی۔ اور چونکہ چاند کے دورۂ قانونی کی مدت زمین کی دائرۃ البروج پر آفتاب سے قریب و بعید ہونے کی وجہ سے کم و بیش ہوتی رہتی ہے، لہذا حرکات نیّرین کے حساب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی ماہ ذیحجہ سنہ ۱۰ھ ۲۹ دن ۱۳ گھنٹے کا اور ماہ محرم سنہ ۱۱ھ ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۸ منٹ کا اور ماہ صفر سنہ ۱۱ھ ۲۹ دن ۱۱ گھنٹے ۵۰ منٹ کا تھا۔

مکہ معظمہ کا عرض البلد شمالی ۲۱ (ڈگری) و ۲۱ (منٹ) اور طول البلد شرقی ۴۰ و ۱۶ اور مدینہ منورہ کا عرض البلد شمالی ۲۴ و ۵۸ اور طول البلد شرقی ۳۹ و ۵۹ ہے، لہذا ۲۶ فروری سنہ ۶۳۲ء روز چہارشنبہ کو آفتاب کا غروب شرعی مکہ معظمہ میں بعد ظہر ۶ بج کر ۴۸ منٹ پر اور مدینہ منورہ میں بعد ظہر ۶ بج کر ۴۳ منٹ پر ہوا تھا، یعنی مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے ۵ منٹ قبل غروب آفتاب ہوا تھا۔

بیانات سابقہ پر غور کرنے سے شمار ایام شہور ذیحجہ و محرم و صفر کی دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں:۔

(۱) ہلال ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کی تولید حسب وقت محسوبہ ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۱۰ھ روز چہارشنبہ کو بعد ظہر ۳ بج کر ۵۹ منٹ پر بحساب وقت نصف النہار مکہ معظمہ ہوئی تھی اس صورت میں اسی روز شام کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بعد غروب آفتاب ہلال نظر آیا ہوگا اور روز پنجشنبہ غرہ ذیحجہ قرار دیا گیا ہوگا اور حجۃ الوداع جمعہ کے دن ہوا ہوگا، پھر اس تولید کے ۲۹ دن ۱۳ گھنٹے ۳۲ منٹ بعد، ۳۰ ذیحجہ روز جمعہ کو قبل ظہر ۵ بج کر ۳ منٹ پر تولید ہلال محرم ہوئی تھی، لہذا ان مقامات مقدسہ میں ۳۰ ذیحجہ کی شام کو ہلال نظر آیا ہوگا اور روز شنبہ غرۂ محرم سنہ ۱۱ھ قرار پایا ہوگا، پھر اس تولید کے ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۲۸ منٹ بعد ۲۹ محرم سنہ ۱۱ھ روز شنبہ کو بعد ظہر ۵ بج کر ۱۰ منٹ پر تولید

ہلال صفر ہوئی تھی، چونکہ اس روز مکہ معظمہ میں آفتاب کا غروب شرعی بعد ظہر ۶ بج کر ۲۳ منٹ پر اور مدینہ منورہ میں بعد ظہر ۶ بج کر ۲۷ منٹ پر ہے اس لیے اسی روز بعد غروب رؤیت ہلال صفر ہوئی ہوگی اور روز یکشنبہ یکم صفر قرار پایا ہوگا، پھر اس تولید کے ۲۹ دن ۱۱ گھنٹے ۵۰ منٹ بعد ۳۰، صفر روز دوشنبہ قبل ظہر ۵ بج کر ۴۹ منٹ پر تولید ہلال ہوئی تھی، اس وجہ سے اسی دن شام کو ہلال ربیع الاول نظر آیا ہوگا، اور روز سہ شنبہ غرۂ ربیع الاول قرار دیا گیا ہوگا۔

(۲) ہلال ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کے تولید وقت محسوبہ سے دو گھنٹے ۴۷ منٹ بعد ۲۹، ذیقعدہ روز چہارشنبہ کو بعد ظہر ۶ بج کر ۴۶ منٹ پر ہوئی۔ اس صورت میں مدینہ منورہ میں چہارشنبہ ۲۹، ذیقعدہ کی بجائے پنجشنبہ ۳۰، ذیقعدہ کو رؤیت ہلال ہوئی ہوگی، اور جمعہ کو غرۂ ذیحجہ قرار پایا ہوگا۔ اور مکہ معظمہ میں چہارشنبہ کو رؤیت ہلال ہوئی ہوگی، اور پنجشنبہ غرۂ ذیحجہ ہوگا، پھر حسب بیانِ سابق مکہ معظمہ میں ۳۰، ذیحجہ روز جمعہ کو اور مدینہ منورہ میں ۲۹، ذیحجہ روز جمعہ کو قبل ظہر ۸ بج کر ۱۸ منٹ پر تولید ہلال محرم ہوئی اور دونوں مقامات پر شنبہ کو یکم محرم قرار پایا۔ اور ۲۹، محرم روز شنبہ کو بعد ظہر ۸ بج کر ۳۴ منٹ پر تولید ہلال ہوئی اور شب ہوجانے کی وجہ سے رؤیت ۳۰، محرم روز یکشنبہ کو ہوئی اور اور غرۂ صفر روز دوشنبہ قرار دیا گیا۔ پھر ۲۹، صفر روز دوشنبہ کو قبل ظہر ۸ بج کر ۳۶ منٹ پر تولید ہوئی اور دونوں مقامات میں غرۂ ربیع الاول روز سہ شنبہ قرار پایا۔

پہلی صورت میں مدینہ منورہ میں غرۂ ذیحجہ روز پنجشنبہ، ۳۰، ذیحجہ روز جمعہ، غرۂ محرم روز شنبہ، ۲۹، محرم روز شنبہ، غرۂ صفر روز یکشنبہ، ۳۰ صفر روز دوشنبہ، غرۂ ربیع الاول روز سہ شنبہ واقع ہوتا ہے۔

دوسری صورت میں بخلاف مکہ معظمہ، مدینہ منورہ میں غرۂ ذیحجہ روز جمعہ ۲۹ ذیحجہ روز جمعہ، غرۂ محرم روز شنبہ، ۳۰، محرم روز یکشنبہ، غرۂ صفر روز دوشنبہ، ۲۹ صفر روز دوشنبہ غرۂ ربیع الاول روز سہ شنبہ قرار پاتا ہے۔

ان دونوں صورتوں میں مدینہ منورہ میں یہ تینوں مہینے ۲۹، ۲۹ دن کے ہرگز نہیں ہوسکتے۔

ان دو صورتوں کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی حسب ذیل ہے :۔

(۳) مدینہ منورہ میں حسب صورت دوم ہلال ذیحجہ سنہ ۱۰ھ کی رؤیت پنجشنبہ کو ہوئی ہو اور جمعہ غرۂ ذیحجہ قرار پایا ہو، اور ۲۹ ذیحجہ روز جمعہ کو وہاں مطلع ابر آلود ہو اور رؤیت نہ ہوسکی ہو اس لیے ذیحجہ ۳۰ روز کا شمار کیا گیا ہو اور غرہ محرم روز یکشنبہ قرار پایا ہو، اور یکشنبہ ۲۹ محرم کو بھی مطلع پر ابر رہا ہو، لہذا محرم بھی ۳۰ روز کا شمار ہوا ہو، اس طرح غرۂ صفر روز سہ شنبہ ہو، پھر اواخر صفر میں بھی مطلع پر ابر رہا ہو اور صفر بھی ۳۰ روز کا شمار ہوا ہو، اس بناء پر غرۂ ربیع الاول روز پنجشنبہ ہوگا۔ اس صورت میں مدینہ منورہ میں غرہ ذیحجہ روز جمعہ، ۳۰ ذیحجہ روز شنبہ ، یکم محرم روز یکشنبہ ، ۳۰ محرم روز دوشنبہ، یکم صفر روز سہ شنبہ اور ۳۰ صفر روز چہار شنبہ، یکم ربیع الاول روز پنجشنبہ واقع ہوتا ہے۔

اس صورت کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جب جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہوکر مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے ہوں گے تو لوگوں کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ مکہ معظمہ میں چہار شنبہ کو رؤیت ہلال ذیحجہ ہوئی تھی، اس لیے مدینہ منورہ میں بھی تاریخ بدل گئی ہوگی اور جمعہ کا دن ۳۰ ذیحجہ شمار کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ تمام فقہاء و محدثین کا اس پر اجماع ہے کہ رمضان المبارک اور شوال کے علاوہ ہر مہینہ کی رؤیت میں اختلاف مطالع کی وجہ سے اختلاف یوم رؤیت کا اعتبار کرنا چاہیے اور ہر جگہ وہیں کی رؤیت کے اعتبار سے شمار تاریخ ہوگا، البتہ ہلال رمضان اور شوال کی رؤیت میں حنفیہ اس کے مخالف ہیں ، وہ بھی اس وجہ سے نہیں کہ روز رؤیت میں اختلاف نہیں ہوتا بلکہ اس وجہ سے کہ

صُومُوا لِرُؤيَتِہٖ وافطروا لرؤيتہٖ

میں رؤیت نکرہ واقع ہوئی ہے ، لہذا مطلق رؤیت پر خواہ کہیں ہو صوم اور افطار کا مدار رہیگا۔ ان وجوہ سے مدینہ منورہ میں تاریخ نہ بدلی گئی ہوگی اور سلخ ذیحجہ روز شنبہ قرار پایا ہوگا۔

اس صورت کو محض اس بناء پر رد کردینا کہ متواتر تین ماہ تک آخر مہینے میں ابر رہنا مستبعد ہے، سخت غلطی ہے، کیونکہ ایسی صورت ہندوستان کے ان مقامات میں بھی کثیر الوقوع

ہے جو سمندر سے دور دراز فاصلے پر واقع ہیں، چنانچہ ممالک متحدہ اور بھوپال اور حیدرآباد دکن میں بارہا میں نے خود اس کا مشاہدہ کیا ہے، اور مدینہ منورہ تو بحر قلزم سے بہت قریب ہے، اس لیے وہاں اس صورت کا وقوع بہ نسبت مقامات متذکرہ کے زیادہ اکثری ہوگا اور وہاں کے آنے والوں کے بیانات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں موسم گرما میں بھی چوتھے، پانچویں روز ابر آیا کرتا ہے۔ ان وجوہ سے یہ صورت کسی طرح سابقہ دونوں صورتوں سے مرجوح نہیں ہے، اس صورت میں تو کوئی مہینہ بھی ۲۹ دن کا نہیں ہوسکتا۔

ان تمہیدی بیانات کے بعد اب اصل مسئلہ تعیین تاریخ وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیق کی جاتی ہے اور اس تحقیق میں حسب ذیل دو مسلّمہ امور ملحوظ رکھے جاتے ہیں :۔

(۱) حجۃ الوداع بالاجماع روز جمعہ کو ہوا تھا۔

(۲) بالاجماع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں بروز دوشنبہ وصال فرمایا۔ سیرت محمدیہ، سیرت حلبی، سیرت ابن ہشام، روضۃ الاحباب وغیرہ کتب سیر کے تفحص سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات، مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ رحلت کے متعلق حسب ذیل روایات ہیں :۔

(۱) غرۂ ربیع الاول (۲) دوم ربیع الاول (۳) ۱۲ ربیع الاول (۴) ۱۵ ربیع الاول لہٰذا ضرور انہیں تاریخوں میں سے کوئی تاریخ آپ کے وصال کی تاریخ ہوگی۔ تینوں صورتوں میں سے کسی صورت کی بنا پر بھی روز دوشنبہ نہ غرۂ ربیع الاول واقع ہوتا ہے، نہ دوم، نہ پانزدہم ربیع الاول۔ اس لیے یہ تینوں تاریخیں تاریخ وصال نہیں ہوسکتیں، اب صرف ۱۲ ربیع الاول باقی رہی، اور اکثر محدثین و علماء سیر و محققین نے اسی کو ترجیح دی ہے، نیز تعامل ناس اور علماء حرمین شریفین بھی اسی کا مؤید ہے، اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے بھی جذب القلوب میں صرف یہی تاریخ لکھی ہے، اس لیے لامحالہ یہ باور کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو عالم ظاہر سے رحلت فرمائی۔ ورنہ تمام صحیح روایتوں کی تغلیط۔ اور اجماع مرکب کا انکار لازم آتا ہے جو بالاتفاق

جائز نہیں۔ اور دوشنبہ کو ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ صورت اول و دوم کی بنا پر نہیں ہو سکتی البتہ صورت سوم کی بنا پر غرہ ربیع الاول روز پنجشنبہ، ہشتم ربیع الاول روز پنجشنبہ نہم روز جمعہ، دہم روز شنبہ، یازدہم روز یکشنبہ، دوازدہم ربیع الاول روز دوشنبہ تھی اس لیے ضرور صورت سوم ہی اس زمانے میں واقع ہوئی تھی۔ اور مکہ معظمہ میں یکم ذیحجہ روز پنجشنبہ، مدینہ منورہ میں روز جمعہ تھی اور بمصداق حدیث شریف

فان غم علیکم فاکملوا عدة ثلاثین یومًا

مدینہ منورہ میں تینوں مہینے ذیحجہ، محرم، صفر ۳۰، ۳۰ دن کے شمار کیے گئے تھے۔

جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب

وکیل سرکار پٹیالہ، فیروزپور،

دوشنبہ کے دن ربیع الاول ۱۱ھ کی پہلی تاریخ ذیحجہ، محرم، صفر تینوں مہینوں میں سے دو مہینے ۲۹، ۲۹ دن کے ایک مہینہ ۳۰ دن کا لیا جائے تو ہو سکتی ہے، اس صورت میں علمی نقص اس میں یہ ہوگا کہ اہل ہیئت کی تاریخ یکم ربیع الاول سے دو روز پہلے ربیع الاول کا غرہ ماننا پڑے گا، حالانکہ عام طور پر رؤیت کے لحاظ سے قمری تاریخ اہل ہیئت کی تاریخ سے ایک روز بعد تو ہو جاتی ہے مگر دو روز پہلے کبھی نہیں ہوتی۔ پس اگر اہل ہیئت کے خلاف کی پروا نہ ہو تو آپ یکم یا ۸ر لے سکتے ہیں، اہل ہیئت کے حساب سے ثابت ہے کہ ماہ صفر ۱۱ھ کی پہلی تاریخ دوشنبہ کے دن تھی، منگل کے دن ۲۶ رمئی ۶۳۲ء کو صفر ۱۱ھ کی ۳۰ رتاریخ تھی، اس لیے ۲۷ رمئی ۶۳۲ء کو بدھ کے دن یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہونی ضروری تھی۔

اہل ہیئت کے حساب سے ثابت ہے کہ ۲۵ رمئی ۶۳۲ء کو دوشنبہ کے دن اجتماع نیرین ہوا تھا، ۲۶ رمئی ۶۳۲ء کو منگل کے دن مدینہ منورہ کے وقت نصف النہار سے پہلے آفتاب اور چاند میں اس قدر فاصلہ سے زیادہ بُعد ہو چکا تھا کہ جس قدر بُعد چاند اور سورج میں ہلال نظر آنے کے لیے ہونا ضروری تھا، اس لیے ۲۷ رمئی ۶۳۲ء کو بدھ

(چہارشنبہ) کے دن یکم ربیع الاول ۱۱ھ کے ہونے میں کچھ شک نہیں، بُدھ کی پہلی کے حساب سے دوشنبہ کے دن ۶ ربیع الاول اور ۱۳ ربیع الاول آتی ہے، ۶ کی نسبت ۱۳ ربیع الاول اس لیے زیادہ قابلِ قبول ہے کہ ۱۳ ربیع الاول، ۱۲ ربیع الاول مشہور عام سے قریب ترین تاریخ ہے، ایک تاریخ کا اختلاف کچھ اتنا بڑا اختلاف نہیں معلوم ہوتا خصوصًا جب یہ ظاہر کر دیا جائے کہ ۹ ذی الحجہ جمعہ کو اصل قرار دے کر ذیحجہ، محرم، صفر تینوں مہینوں کو ۲۹، ۲۹ کا لیا جائے یا ۳۰، ۳۰ کا لیا جائے یا بعض کو ۲۹ کا بعض کو ۳۰ کا تو کسی صورت میں بھی دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول نہیں ہو سکتی، ۱۳ ہو سکتی ہے، تو لوگوں کو ۱۳ کے صحیح ماننے میں کچھ شک نہ ہوگا۔

میں نے ربیع الاول ۱۱ھ کا غرہ چہارشنبہ کے دن ہونا اجتماع نیرین کے وقت سے حساب کرکے استخراج کیا ہے، جو ماہ صفر ۱۱ھ میں ہلال ربیع الاول سے دو روز پہلے ہوا تھا، میں نے تاریخ ولادت سے حساب کرکے نہیں کیا ہے، ہاں دورِ ۲۱۰ سالہ دورِ قمری کے مطابق اس کی پڑتال ضرور کی ہے، اس سے بھی چہارشنبہ کے دن ۱۱ھ کے ربیع الاول کا غرہ صحیح ثابت ہوا، دور قمری ۱۷۲۱۸ کے مطابق اہل حساب کے نزدیک ۲۱۰ سال قمری کے بعد، ہر ایک قمری اتنے ہی دن کا ہوتا ہے، جتنے دن کا ۲۱۰ سال پہلے ہوا تھا اور وہ قمری مہینہ ہفتہ کے دنوں میں سے اسی دن کو شروع ہوتا ہے جس دن کو ۲۱۰ پہلے شروع ہوا تھا، اسی دورِ ۲۱۰ سال کے مطابق دور ہائے مندرجۂ ذیل میں ربیع الاول کا غرہ چہارشنبہ کے دن صحیح آتا ہے:-

۲۲۱ھ، ۲۳ فروری ۸۳۶ء - ۴۳۱ھ، ۲۱ نومبر ۱۰۳۹ء۔

۶۴۱ھ، ۱۹ اگست ۱۲۴۳ء - ۸۵۱ھ، ۱۷ مئی ۱۴۴۷ء۔

۱۰۶۱ھ، ۱۲ فروری ۱۶۵۱ء - ۱۲۷۱ھ، ۲۲ نومبر ۱۸۵۴ء۔

مگر دوشنبہ کے دن یکم یا ۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہونے کا کسی حسابی قاعدے سے ثبوت نہیں ملتا، سلیمان التیمی جو دوشنبہ کے دن ۲ ربیع الاول فرماتے ہیں، ان کے حساب سے چار مہینے ذیقعدہ سے صفر تک متواتر ۲۹، ۲۹ دن کے ہوتے ہیں۔ اگر آپ روایتی تاریخ

لینا چاہتے ہیں تو جن روایتوں میں یکم یا ۸ ربیع الاول ہے، ان میں سے جس کو مناسب خیال فرمائیں، پسند فرمالیں - اس صورت میں ذیحجہ، محرم، صفر تینوں مہینوں میں سے ایک ۳۰ کا اور دو ۲۹، ۲۹ کے ہوتے ہیں، اس لیے متواتر تین مہینے ۲۹، ۲۹ یا ۳۰، ۳۰ دن کے ہونے میں جو خرابی آپ خیال فرماتے ہیں وہ بھی نہیں رہے گی، اس لیے سہیلی کا قول دوشنبہ کے دن یکم ربیع الاول ہونے کا، دوشنبہ کے دن دو ربیع الاول کے قول سے بہتر ہے، ۱۲ ربیع الاول مشہور تاریخ کے مطابق دوشنبہ کے دن کسی طرح سے نہیں ہوسکتا - اور حساب سے ۱۳ ربیع الاول کو دوشنبہ ہونا ثابت کرکے تاریخ وفات ۱۳ ربیع الاول ہی صحیح قرار دیئے جانے میں نہ مسلمانوں کو کوئی اعتراض ہوسکتا ہے، نہ مخالفینِ اسلام کو -

(بشکریہ "معارف")

شاہ ولی اللہؒ کی تعلیم (اردو)

از

پروفیسر غلام حسین جلبانی

پروفیسر جلبانی ایم اے سابق صدر شعبہ عربی سندھ یونیورسٹی کے برسوں کے مطالعہ وتحقیق کا نچوڑ یہ کتاب ہے - اس میں مصنف نے حضرت شاہ ولی اللہ کی پوری تعلیم کا احصاء کیا ہے اور اس کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحثیں کی ہیں - پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا تھا، قدردان پڑھنے والوں کے اصرار پر دوسرا ایڈیشن شائع کردیا گیا ہے - معیار طباعت کا خاص خیال رکھا گیا ہے -

قیمت دس روپے

ملنے کا پتہ

شاہ ولی اللہ اکیڈمی - صدر - حیدرآباد - سندھ